گوتم بدھ Gautama Buddha 563-483 قبل مسیح (80 سال)

گوتم بدھ مقامی راجہ کا بیٹا تھا۔ جسکی کی ماں اسکی پیدائش کے کچھ دنوں بعد خالق حقیقی سے جاملیں۔ وہ ذات کا گوتم اور قبیلہ شا کیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ اپنی تمام تر پرتعیش زندگی کو چھوڑ کر ریاضت اور تلاش حق کی راہ پر چل پڑا۔ یوگیانہ طرزِ زندگی اپنالیا۔ فاقہ کشی، خود اذیتی اور نفس کشی کے اصول اختیار کر لئے۔ راجہ کا شہزادہ سوکھ کر کانٹا ہوگیا۔ چنانچہ اس سے فکر و نظر کے اختلافات کے باوجود ہم اپنے موضوع کی مناسبت سے اسی شخصیت کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو اگر اپنا شاہی محل اور عیش وعشرت کو نہ چھوڑتا، دنیاوی لذتوں، مادی الائیشوں اور نفسانی تقاضوں کو خیرآباد نہ کہتا تو یقیناً تاریخ میں ''شہزادہ سدھارتھ'' کے نام سے بھی کبھی یاد نہ رکھا جاتا۔ اگر وہ آج مقبول ہے اور تاریخ انسانی میں ابھی تک زندہ ہے، تو فقر و فاقہ سہہ کر، دنیاوی مصائب وآلام کا مردانہ وار مقابلہ کر کے، سنیاسی و یوگی بن کر، اور سادھو کا روپ دھار کر زندہ ہے۔ جسکے بغیر یقیناً وہ ہرگز گوتم بدھ یا مہاتما بدھ نہیں بن سکتا تھا۔

گوتم بدہ، سدھارتھ Siddhartha، گوتما Gautama ، مہاتما بدھ، شکیا منی Shakyamuni یا بدھا دراصل ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ وہ ایک مقامی راجہ سا دھودہن Suddhodana کا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام مایا Maya تھا۔ جو کولی خاندان کی شہزادی Koliyan princess تھی۔ اور اسکی پیدائش کے وقت جبکہ کچھ روایات کی رو سے ساتویں دن خالق حقیقی سے جاملیں۔ اسکی خالہ ماہا پاجاپتی Maha Pajapati نے اسکی پرورش کی۔ گوتم کا اصل نام شہزادہ سدھارتھ تھا۔ وہ 563 قبل مسیح میں نیپال اور ہندوستان کی سرحد پر واقع گاؤں کپیل وستو Kapilvastu موجودہ لمبینی Lumbini کے مقام پر پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کے دن کو ویساکھ Vesakha کے نام سے منایا جاتا ہے۔ سدھارتھ کی ذات گوتم اور قبیلہ شاکیہ تھا۔ گویا اسے ابتدا' ہی سے شاہانہ زندگی کی تمام آسائشیں میسر تھیں۔ مگر ان تمام عشرتوں اور لذتوں کے باوجود شہزادہ سدھارتھ فکر میں ڈوبا رہتا تھا۔ وہ بے چین اور بالکل سادکھائی دیتا تھا۔ خود کو تصنع، شاہی آداب اور پرتعیش زندگی کا خوگر نہ پاتا تھا۔ وہ معاشرے میں طبقاتی تقسیم اور غربت میں پسے لوگوں کو دیکھ کر پریشان رہتا تھا۔ وہ سوچتا تھا کہ زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم، فاقہ زدہ غریب لوگ کس ناکردہ جرم کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اپنے محدود وسائل میں ایام زندگی کی گنتی ختم ہونے کے منتظر ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ دنیا میں امراء اور اہلِ ثروت لوگ بھی مطمعین نہیں ہیں۔ تمام تر خوشیوں، شادمانیوں اور مسرّتوں کے باوجود کوئی ہمہ گیر کیفیت اور غیر مرئی قوّت براہِ راست اور مسلسل اثر انداز ہوتی جارہی ہے۔ جسکے تصرف میں کائنات کے سارے فیصلے ہیں۔

16 سولہ سال کی عمر میں شہزادہ سدھارتھ کی یشودھرا Yashodhara نامی شہزادی سے شادی ہوگئی۔ جسکے بطن سے کچھ عرصہ بعد اس کا بیٹا ''راہل'' پیدا ہوا۔ مگر پھر بھی سدھارتھ کے مزاج میں کوئی نمایاں تبدیلی نہ آئی۔ وہ دنیا کے تمام تر بکھیڑوں کو چھوڑ چھاڑ کر ریاضت اور تلاش حق کی راہ اپنانا چاہتا تھا۔ جس کا اسکے باپ کو بھی کچھ حد تک علم تھا۔ آخر انتیس 29 سال کی عمر میں اپنی بیوی بچے اور شاہی آسائشوں کو ہمیشہ کیلئے خیر آباد کہہ کر رات کی تاریکی میں اپنے محل سے نکل گیا۔ اسکے باپ کی سخت تاکید اور پہرے کے باوجود دنیا کی کوئی طاقت اسے اسکے عزم، استقلال اور ارادے سے باز نہ رکھ سکی۔ وہ کسی نامعلوم منزل کی تلاش میں چل پڑا۔ سادھو بن گیا۔ اس نے یوگیانہ طرزِ زندگی اپنالیا۔ اس وقت کے علماء سے علم حاصل کیا۔ فاقہ کشی اور خود اذیتی اور نفس کشی کے اصول اختیار کر لیئے۔ آخر راجہ کا جواں سال، خوبرو اور توانا بیٹا سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ اذیت پرستی کے اس طرزِ عمل سے وہ ریاضت کی جس معراج تک پہنچنے کا خواہاں تھا۔ اپنی چھ سالہ کاوش کے باوجود اسے قریب آتی محسوس نہ ہوئی۔ بالآخر اپنی طویل فکر اور عمیق مطالعہ سے وہ اس نتیجہ تک پہنچا کہ فاقہ کشی اور خود اذیتی سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ انسانی شعور اور ادراک پامال ہوتا ہے۔ اسلئے اس نے اپنا طرز عمل بدل کر کھانا پینا شروع کر دیا۔ بنیادی انسانی ضرورتوں اور لذتوں سے بہرہ افروز ہونے لگا۔ جیسے دیکھتے ہوئے اسکے پانچ ساتھی اسے چھوڑ گئے۔ مگر اس نے ان کی پرواہ کئے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔ ایک دن وہ تلاش حق کی اس طویل کشمکش سے تنگ آکر ''بدھ گیا'' Bodh Gaya کے مقام پر ایک پیپل کے درخت تلے بیٹھا تھا۔ جو آجکل ہندوستان کی ریاست بہار Indian state of Bihar میں واقع ہے۔ جہاں گوتم کی یاد میں مندر Mahabodhi Temple Complex بنا دیا گیا ہے۔ اور دنیا بھر سے بدھ مت کے پیروکار زیارت کیلئے آتے ہیں۔ گوتم نے ارادہ باندھ لیا کہ عرفان لئے بغیر نہیں اٹھے گا۔ مسلسل اضطراب وجنون کی کیفیت سے مبتلا رہا۔ اسی ہیجانی مراقبے کی کفیت میں انچاس 49 دن گزر گئے۔ اس دوران اس پر شیطانی قوتوں نے بھی خواب کی صورت میں اثرات انداز ہونے کی کوشش کی۔ مستقل نفسانی تقاضوں، طوفانِ بادو باراں اور حالات کی سختی نے اسے اپنے مقصد، عقیدہ، اور منزل ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر سدھارتھ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ بالآخر اس پر اسرار و رموز عیاں ہونے لگے۔ اس وقت اسکی عمر 35 سال تھی۔ عرفانِ ہستی Enlightenment اپنی معراج تک پہنچ گئی۔ اس کا ضمیر روشن ہوگیا۔ تب ''کپل وستو'' کا شہزادہ سدھارتھ ''مہاتما بدھ'' بن گیا۔ اس نے " گوتم بدھ " یعنی " روشن ضمیر والا " یا " عارف " کا لقب اختیار کیا۔ وہ درخت بودھی ورکش یا بودورکش Bodhi /Mahabodhi Tree کے نام سے معروف ہوگیا۔ اور بعد میں اسے مقدس زیارت گاہ بنالیا۔

مہاتما بدھ نے اپنے اس علم وعرفانِ کو اپنی ذات اور علاقے تک محدود نہیں رکھا۔ وہ سب سے پہلے بنارس پہنچا۔ جہاں سارا ناتھ نامی مقام پر مرگ بن (یعنی ہرن والے باغ میں) اپنے پانچ روٹھے ساتھیوں سے ملا۔ پھر علاقے کے کئی خاندان اور قبیلے اسکی تعلیمات پر ایمان لائے۔ اسکے بعد بدھ (45) پینتالیس سال تک دعوت وتبلیغ ہی کے فرائض انجام دیتا رہا۔ وہ بہار، اتر پردیش، نیپال، اودھ وغیرہ کے علاقوں میں گھوم پھر کر اپنے خیالات کی ترویج واشاعت کرتا رہا۔ اسکی زبان کے بارے اختلاف پایا جاتا ہے، مگر غالب گمان یہی ہے کی وہ آرین اور انڈین کے امتزاج Middle Indo-Aryan dialects سے جنم لینے والی زبان "پالی" ہی میں تبلیغ کرتا تھا۔ آخر 483 قبل مسیح میں 80 اسی سال کی عمر میں وہ ثقیل غذا کھانے سے بیمار پڑ گیا۔ وہ قدیم ہندی ریاست مالا Malla Republic (موجودہ صوبہ اتر پردیش Uttar Pradesh) کے شہر کاشی نگر Kushinagar میں واقع ہے۔ دوسری روائت ہے کہ وہ کھودکھپور کے کسی ''نارا'' نامی مقام پر اپنی سالگرہ دن انتقال کیا۔ انکے پیروکاروں کی زبانی ''نروان'' حاصل کیا۔ مرنے کے بعد گوتم بدھ کی میت کو ہندوانہ رواج کیمطابق جلایا گیا۔ اسکے وجود کی راکھ ہڈیاں، دانت اور بال محفوظ کر لئے گئے۔ جنہیں بعد میں انکے پیروکاروں کی تعمیر کردہ عبادت گاہوں یا پگوڈا pagoda (جسکے بارے قیاس کیا جاتا کہ بتکدہ سے ساخوذ ہے)۔ جوں جوں اسکے پیروکاروں کی تعداد بڑھی، گنبد نما اور مینار کی شکل کے پگوڈے یا سٹوپے کثرت سے تعمیر ہوئے تو گوتم بدھ کے جسمانی آثار اور باقیات کم پڑھ گئیں۔ پھر ان عبادت گاہوں میں اسکی مقدس تحریریں، مناجات اور بت رکھ دیئے گئے۔ جسے لوگ آج خوبصورتی سے سجاتے ہیں۔ پھولوں کے ہار چڑھاتے ہیں۔ اور خوشبویات وعطریات کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ آج انڈونیشاء سے جاپان تک اور چین سے ہندوستان تک پھیلے لاکھوں پگوڈوں میں اسکے کروڑوں پیروکار بدھ دھیان اور طواف کرتے ہیں۔ اسکی تحریروں کا مطالعہ اور اسکے تخیلاتی وجود کی پرستش کرتے ہیں۔

مہاتمابدھ ذاتی طور پر اپنی تمام تر فکری و روحانی دعوت اور دنیا میں امن وسلامتی کے قدیم اور عظیم کارنامے کے باوجود ممکن سے ہمارے لئے چنداں اہمیت کا حامل نہ ہوا۔ جسکی وجہ، اس سے ہماری سوچ، مزاج، فکر اور نظریات کا اختلاف ہے۔ ہمارا "وحدہ لاشریک" کا عقیدہ اور "اللہ اکبر" کا ولولہ انگیز نعرہ ہے۔ لیکن پھر بھی ہم اسکی شاہانہ زندگی سے شعوری دستبرداری، علم وعرفان کی جدوجہد اور نروان حاصل کرنے کیلئے فاقہ کشی کی قدر کرتے ہیں۔ شائد اس نے مذہبی زبان میں اللہ کی رشد وہدائت حاصل کرنے کیلئے اپنی دانست میں جو بہتر جانا، طریقہ اختیار کیا۔ وہ وحدانیت ، الوہیت اور ربوبیت کی حقانیت کو تو شائد نہ پا سکا۔ لیکن علم ونظر، فکر وشعور، نفس کشی asceticism، اور خود اذیتی self-indulgence کے نئے تصور ایجاد کر گیا۔ جو یقیناً ہمارے ایمانی تقاضے اور غیرت کے خلاف ہے۔ لیکن پھر بھی ہم اسکی شاہانہ زندگی سے دستبردار ہونے اور علم وعرفان کیلئے فقر وافلاس اختیار کر لینے کی تعریف کرتے ہیں۔

بدھ مت بنیادی طور پر امن وشانتی کا تقاضہ کرتا ہے۔ جو شدت کیساتھ عدم تشدّد پر اصرار کرتا ہے۔ ''بدھ'' کی وجہ تسمیہ ''گوتم بدھ یا مہاتمابدھ'' کی نسبت سے ہے۔ جو سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ اور اسکے معنی "روح کی روشنی یا روشن ضمیر" کے ہیں۔ اسکے ماننے والوں کو ''سانگا'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور بدھ مت تاریخی اعتبار سے ہندومت سے الگ مذہب ہے۔ کیونکہ گوتم بدھ ذاتی طور پر ہندوؤں کی بت پرستی کے خلاف تھا۔ ریاضت، نفس کشی اور خود اذیتی کا بھی قائل نہ تھا۔ وہ ہندوؤں کے قربانی کے عقیدہ کو بھی نہیں مانتا تھا۔ ذات پات کی غیر فطری انسانی تفریق کو اچھا نہیں تصور کرتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے چند ایک عملی طریقے اور اختراعات ہندوؤں سے اخذ کیں۔ اس نے ضبط نفس (برہم چاریہ) اور یوگ (مراقبہ) کو اختیار کیا۔ موت کے بعد نروان حاصل ہونے تک بار بار پیدا کئے جانے کے غیر فطری اصول آواگون کو تسلیم کیا۔ کرم (قسمت) کا فسلفہ کہ انسان کا ہر جنم اچھا ہونے کی صورت میں بہتر اور برا ہونے کی صورت میں بدتر ہوتا چلا جاتا ہے، کو بھی ذہنی طور پر قبول کیا۔ اسکے علاوہ وہ ہندوؤں کے دنیاوی مصائب کی دو بنیادی مذکورہ وجوہات لاعلمی (اودیا) اور خواہشات (کام ترشن) کو بھی مانتا تھا۔ اسکے باوجود بدھ مت ہندومت کی جگہ نہ لے سکا۔ اور یہاں کے لوگوں میں مقبول نہ ہو سکا۔ جسکی وجہ کچھ حد تک اسکے چند ایک نظریات کے ہندوؤں کے اختیار کرنے کو بھی کہا جاتا ہے۔ جس سے اسکے اثرات ہندوستان میں زائل ہو گئے۔

بدھ مت چار 4 بنیادی اعلیٰ صداقتوں (اریہ سیتہ) پر مشتمل ہے۔ درج ذیل ہیں۔ 1۔ زندگی دکھ ہے۔ 2۔ دکھ کا سبب خواہشات ہیں۔ 3۔ خواہشات کو دور کیا جا سکتا ہے۔ 4۔ جسکے لئے نہ سخت ریاضت اور نہ ہی عیش پرستی کی ضرورت ہے بلکہ درمیانی رابطہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اس درمیانی راستہ کے آٹھ 8 اصول ہیں۔ جنہیں آٹھ اصولوں کا راستہ (اشٹانگ مارگ) کہتے ہیں۔ 1۔ صحیح علم، 2۔ صحیح ارادہ، 3۔ صحیح کلام، 4۔ صحیح عمل، 5۔ حلال کمائی، 6۔ صحیح کوشش، 7۔ نیک خیال، 8۔ سچا دھیان۔ پھر صحیح کلام اور صحیح عمل کے حصول کیلئے پانچ نصیتوں کی ضرورت ہے۔ 1۔ کسی کی جان نہ لینا، 2۔ جو چیز نہ دی جائے اسے لینے سے احتراز کرنا، 3۔ غیر قانونی جنسی لذت سے پرہیز کرنا، 4۔ جھوٹ نہ بولنا، 5۔ نشہ آور چیزوں سے پرہیز کرنا۔ بدھ مت کے دو بنیادی فرقے ہیں۔ نہایان (یا تھرو ید)، 2۔ مہایان۔ نہایان کے پیروکار جنا گانگ، سیلون، برما، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، لاؤس میں ہیں۔ جبکہ مہایان نیپال، تبت، چین، جاپان، کوریا، اور منگولیا میں مقبول ہے۔ نہایان کی کتابیں پالی زبان میں ہیں۔ جبکہ مہایان فرقے کی کتب سینکرت میں ہیں۔ اسکی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ علت ستار، تری پٹگ اور جاتک۔

مگر بدقسمتی سے آج کل یقیناً بدھ مت کے نیکی ونروان کے پیمانے گوتم بدھ کی حقیقی دعوت سے مطابقت نہیں رکھتے۔ خصوصاً اسکے جسم و آثار کی پرستش کرنے کا فلسفہ اور بھکشوؤں کو کھلانے پلانے اور انکی خدمت کو باعث نجات سمجھنے کے تصور نے انکی بنیادی اخلاقی روح تک کو مجروح کر کے رکھ دیا۔ تاریخ کے طویل سفر کے دوران مچھر اور مکھی تک نہ مارنے کی اجازت دینے والے مذہب کے پیروکاروں نے کئی دفعہ بنی نوع انسان کے قتل عام کا گھناؤنا کھیل کھیلا۔ جاپانیوں نے دوسری جنگ عظیم کے دوران ظلم و ستم کی نئی داستانیں رقم کیں۔ چینیوں نے مشرقی تاجکستان اور سنکیانگ میں انسانیت سوز مظالم کی انتہاء کر دی۔ برما کی بدھ مت حکومت نے معصوم روہینگیاء کے مسلمانوں کا جو خون بہایا، اسے دیکھ کر کوئی صاحب ضمیر شخص انہیں انسان بھی ماننے پر آمادہ نہیں ہوگا۔ مہاتمابدھ کا عقیدتمند اور بدھ مت کا پیروکار ہونا تو کہیں دور رہ گیا۔ آج بھی روہینگیا، اراکان، مغربی میانمار کے مسلمان ان کے ستم کا شکار ہیں۔ حتی کہ اقوام متحدہ نے ان لوگوں کو دنیا کی مظلوم ترین اقلیت most persecuted

minorities قرار دیا ہے۔جن کی دنیا میں کوئی شہریت نہیں، کوملک نہیں، کوئی انسانی حقوق نہیں، کوئی ادارہ نہیں، اور کوئی پرسان حال اور نگہبان نہیں۔

جسطرح حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترکہ عقیدہ ہے کہ ان کا دوبارہ نزول ہوگا۔جب وہ آئیں گے تو اپنے ماننے والوں کے ظلم وستم اور اپنے نام پر خدا کی مخلوق سے زیادتیوں کا نظارہ کرکے ان کے خلاف اعلان جنگ کا حکم ارشاد فرمائیں۔اسی طرح اگر گوتم بدھ بھی اپنے پیروؤں کو دیکھے تو بہت ممکن ہے کہ ان پیرو کاروں سے برأت کا اظہار کردیں۔اور اسکی تمام تر کاروائیوں اور سرگرمیوں سے دستبرداری کا اظہار کردیے۔

بدھ مت اور ہمارے درمیان علم وعقیدہ کی نا قابل عبور دیواریں حائل ہیں۔اور اگر ہم شرق بعید اور ہندوستان کی مذہبی تاریخ دیکھیں۔تو ہمیں کہیں بنی، پیغمبر یا اللہ کی کسی اور برگزیدہ ہستی کا ذکر نہیں ملتا۔ممکن ہے زمانہ قدیم میں یہاں انسانی آبادی ہی مفقود ہو۔مگر تب بھی ہم عقلی اعتبار سے اس بات کو تسلیم کرنے کو آمادہ نہیں کہ اگر کسی انسان پر اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت، وحدانیت اور دیگر عقائد وعلوم کی حجت پوری نہ کی ہو، اور اسے روزِ محشر مجرم و گھنگار کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔اسلئے بدھ مت کا براہِ راست کسی نبی اور الہامی کتاب سے تعلق نہ ہونے کے باعث ہم کبھی بھی اسکی سچائی کے قائل نہیں ہو سکتے۔اسکے علاوہ بدھ مت کے دنیا کے ان گمنام وتاریک حصوں میں مقبول ہونے کی بعض لوگوں کے نزدیک ایک یہ بھی وجہ ہے کہ یہاں دنیا کے تینوں مذاہب میں سے کوئی بھی پوری طرح سے لوگوں کے دلوں تک نفوذ کرنے کا موقع نہیں ملا۔اور جغرافیائی دوری، موسم کی سختی، آب وہوا کی غیر یکسانیت اور ثقافتی وتمدنی تفریق نے دیگر مذاہب ونظریات کو پنپنے کا موقع نہیں دیا۔جس کی قدرتی کمی کو لوگوں نے بدھ مت کے نظریات قبول کرکے پورا کیا۔فکرونظر کے اس اختلاف کے باوجود گوتم بدھ کی ہمارے موضوع کی مناسبت سے اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔جو اگر اپنا شاہی محل اور عیش وعشرت کو نہ چھوڑتا۔دنیاوی لذتوں، مادی الائیشوں اور نفسانی تقاضوں کو خیر آباد نہ کہتا تو یقیناً تاریخ میں ''شہزادہ سدھارتھ'' کے نام سے بھی کبھی یاد نہ رکھا جاتا۔وہ اگر مقبول ہوا اور تاریخ انسانی میں اب تک زندہ ہے تو فقروفاقہ سہہ کر، دنیاوی مصائب وآلام کا مردانہ وار مقابلہ کرکے، سنیاسی ویوگی اور سادھو کا روپ دھار کر زندہ ہے۔جسکے بغیر یقیناً وہ ہرگز ''گوتم بدھ، مہاتما بدھ'' نہیں بن سکتا تھا۔

References

Anderson, Carol (1999), Pain and Its Ending: The Four Noble Truths in the Theravada Buddhist Canon, Routledge

Bareau, André (1975), "Les récits canoniques des funérailles du Buddha et leurs anomalies: nouvel essai d'interprétation" [The canonical accounts of the Buddha's funerals and their anomalies: new interpretative essay], Bulletin de l'Ecole française d'Extrême-Orient (in French), Persée, LXII: 151-89, doi:10.3406/befeo.1975.3845

Buswell, Robert E,. (2003), Encyclopedia of Buddhism, 1, US: Macmillan Reference, ISBN 0-02-865910-4

Carrithers, M. (2001), The Buddha: A Very Short Introduction, Oxford University Press, ISBN 0-02-865910-4

Collins, Randall (2009), The Sociology of Philosophies, Harvard University Press, ISBN 978-0-67402977-4, 1120 pp.

Cousins, LS (1996), "The dating of the historical Buddha: a review article", Journal of the Royal Asiatic Society, 3, Indology, 6 (1): 57-63, doi:10.1017/s1356186300014760

Cowell, Edward Byles, transl. (1894), "The Buddha-Karita of Ashvaghosa" (PDF), in Müller, Max, Sacred Books of the East (PDF), XLIX, Oxford: Clarendon

Dhammika, S. (1993), The Edicts of King Asoka: An English Rendering, The Wheel Publication (386/387), Kandy, Sri Lanka: Buddhist Publication Society, ISBN 955-24-0104-6

Gopal, Madan (1990), K.S. Gautam, ed., India through the ages, Publication Division, Ministry of Information and Broadcasting, Government of India, p. 73

Laumakis, Stephen (2008), An Introduction to Buddhist philosophy, Cambridge; New York: Cambridge University Press, ISBN 978-0-52185413-9

Macdonnel, Arthur Anthony (1900), "Wikisource-logo.svg Sanskrit Literature and the West.", A History of Sanskrit Literature, New York.

USA
Narain, A.K. (1993), "Book Review: Heinz Bechert (ed.), The dating of the Historical Buddha, part I", Journal of The International Association of Buddhist Studies, 16 (1): 187-201
Ruegg, Seyford (1999), "A new publication on the date and historiography of Buddha´s decease (nirvana): a review article", Bulletin of the School of Oriental and Afrikan Studies, University of London, 62 (1): 82-87, doi:10.1017/s0041977x00017572
Warder, Anthony K. (1998). "Lokayata, Ajivaka, and Ajnana Philosophy". A Course in Indian Philosophy (2nd ed.). Delhi: Motilal Banarsidass Publishers. p. 45. ISBN 9788120812444.
Wayman, Alex (1997), Untying the Knots in Buddhism: Selected Essays, Motilal Banarsidass, ISBN 812081321-9
Willemen, Charles, transl. (2009), Buddhacarita: In Praise of Buddha's Acts (PDF), Berkeley, CA: Numata Center for Buddhist Translation and Research, ISBN 978-1886439-42-9